اسلام میں مُختلف فرقوں کی نشو ونما
اور اس کے عِلل و اسباب

تحریر وتحقیق:

مولانا عبدالسّلام ندوی

کمپوزنگ: مشتاق احمد

www.facebook.com/payamequran

خیالات اگرچہ بذاتِ خود مادّی نہیں لیکن وہ مادّیات کے سلسلے سے الگ نہیں ہیں، ہمارا دماغ جو خیالات کا گہوارہ ہے وہ خود مادّیات سے گھرا ہوا ہے، اس لئے ذرّوں کی جنبش، ہوا کی حرکت، دریا کی موج، مناظر طبعیہ کی دلفریبی، قوس و قزح کی بوقلمونی، تلواروں کی جھنکار، غرض دنیا کی ایک ایک چیز ہمارے دماغ میں ایک غیر محسوس ٹھوکر لگاتی ہے اور اس سے خیالات کی جو لہریں اُٹھتی ہیں وہ مُختلف علوم، مُختلف عقائد اور مُختلف مذاہب کی صورت اختیار کر کے بحرِ بے کراں بن جاتی ہیں۔ نیوٹن کا مسئلہ جذب و کشش کتنا عظیم الشّان اور کتنا نتیجہ خیز مسئلہ ہے، لیکن اس کارگ وریشہ صرف انگور کے ایک خوشہ کے ساتھ وابستہ ہے۔

یونان اور ہندوستان دونوں کی سرزمین نے بکثرت دیوتا پیدا کئے لیکن یونان کے دیوتا اکثر حسین ،خوبرو اور نرم خو ہوتے تھے، کیونکہ وہاں کے دلفریب مناظر اسی قسم کے لطیف مذہبی تخیئل کو پیدا کر سکتے تھے ، لیکن ہندوستان کے دیوتا سخت مہیب خوفناک اور ڈراونی شکل میں نمودار ہوئے۔ کیونکہ یہاں کے عظیم الشّان میدانوں، جنگلوں اور پہاڑوں کے قطار سے دماغ میں اسی قسم کے بھیانک خیالات پیدا ہو سکتے تھے، دنیا میں جو لوگ کسی مذہبی عقیدہ کو تسلیم کرتے ہیں، انکا دماغ بھی مُختلف اسباب سے انکے قبول کرنے کے لئے پہلے سے تیار رہتا ہے، مثلاً شیعہ مذہب

کو سب سے زیادہ ایران میں فروغ حاصل ہوا، بابی مذہب کے بانی اور اس کے پیروسب سے پہلے ایران میں پیدا ہوئے، لیکن اُسکا اصلی سبب کیا تھا؟ اس کو یورپ کے مشہور مستشرق ڈاکٹر براوَن کی زبان سے سُننا چاہیے وہ اپنی کتاب الکاف میں لکھتے ہیں،

"ایرانیاں کہ از قدیم الایام ہموارہ اعتقاد بااینکہ سلطنت موہبتے الٰہی است در ذہن ایشان راسخ شدہ بود ، د از عہد ساسانیاں معتاد بودند باینکہ پادشاہان خود را موجودات فوق بشری چیزے شبیہ بالہہ محسوب دارند{چنانکہ شاپور اول یعنی شاپور بن اردشیر بابکان در کُتبہا خود را سوس{حذا} و الہامی نامد، طریقہ شیعہ در مسئلہ امامت بالضرورت خیلے مناسب طبع ایشاں می نمود، این است کہ کم کم مذہب شیعہ در ایران رواج یافتہ خطہ ایران رواج مرکز و پناہ گاہِ این شیعہ از اس اسلام گردید، شیعہ نیز فرق مختلفہ می باشند، بعضی آنند کہ آئمہ را فقط معصوم می دانند بدون اینکہ ازین پایہ بالاتر ردند ، دیگر باین از اکتفا نکردہ ایشاں را دارائے بعضی از نعوت الہیٰ یا آنکہ مظاہر خداوند تعالیٰ میدانند و ایں طائفہ باسم غلاۃ معروف اند غلاۃ نیز چندیں فرقہ بودہ اند کہ در جزئیات باہم اختلاف داشتہ اند، ولے بقول محم بن عبد الکریم شہرستانی در ملل و نحل معتقدات ایشان ازین چہار طریقہ بیرون نبودہ است، تناسخ ، تشبیہ ، یا حلول رجعت بداء شیخیہ یعنی پیروان شیخ احمد احسائی را در جز این طریقہ اخیرہ باید محسوب نمود، بنا برین اصل دریشہ طریقہ بابیہ را در بین معتقدات و طریقہ شیخیہ باید جستجو نمود، اصول عقائد شیخیہ از قرار ذیل است {۱} آئمہ اثناء عشر یعنی علی با یازدہ فرزندش مظاہر الٰہی و دارائے نعوت و صفات الٰہی بودہ اند ۔

{۲} ازانجائیکہ امام دوازدہم در سنہ ۲۶۰ ازانظار غائن گردیدہ و فقط آخرالزمان ظہور خواہد کرد برائے اینکہ زمین را پرکند از قسط و عدل بعد ازاکہ پرشدہ بشد از ظُلم و جور، دازانجائیکہ مومنین و آئما بہ ہدائت و دلالت او محتاج باشد و خداوند بہمقتضائے رحمت کامہ خود باید رفع حوائج مردم بنماید و امام غائب را در محل دسترس ایشاںقرار دہد بنائ علی ہذہ المتقدات ہمیشہ باید ما ز بین مومنین یک نفر باشد کہ بلا واسطہ یا امام غائب اتصال و رابطہ داشتہ واسطہ فیض بین امام و امت باشد و ایں چُنیں شخص را باالصطلاح ایشان چیعہ کامل گوئیند شیخ احمد احسائی و بعد از دحاجی سید کاظم رشتی در نظر شیخیہ شیعہ کامل و واسطہ فیض بودہ اند بعد از فوت حاجی سید کاظم رشتی در ۱۲۵۹ ابتداً معلوم نبود کہ جانشین دے یعنی شیعہ کام بعد ازدکہ خواہد بود ولے طول نہ کشید کہ دو مدعی برائے ایں مقام پیدا شدندیکے حاجی محم کریم خان کرمانی کہ سئیس کل شیخیہ متاخرین گردید و دیگر مرزا علی محمد شیرازی کہ خود را بلقب باب بخواند مفہوم و مقصود ازیں کلمہ تقریباً جان معنی بود کہ از شیعہ کام ارادہ می شُد۔"

لیکن شیعہ اور بابیہ کے علاوہ اسلام میں اور بھی متعدد فرقے پیدا ہوئے اور اُنھوں نے مُختلف عقائدومسائل ایجاد کئے، اس لئے اگر ان عقائدواعمال کی تاریخ جدید طرز پر مرتب کرنی ہے تو ہم کو نہائت دیدہ ریزی سے پتہ لگانا چاہئے کہ یہ فرقے کن اسباب سے پیدا ہوئے۔ کن اسباب سے لوگوں نے اُن کے خیالات قبول کئے؟ کن لوگوں نے ان کی تائید کی؟ کن اسباب سے وہ

www.facebook.com/payamequran

ایک خاص زمانہ میں پیدا ہوئے؟ اور ان کی تمام چیزوں کا اسلام کی تاریخ پر بحیثیت مجموعی کیا اثر پڑا؟ یہ سچ ہے کہ ان فرقوں کی تعداد اور ان کی شاخیں اس کثرت سے ہیں کہ اگر ہر ایک کے عقائد و مسائل پر ان حیثیتوں سے بحث کیجائے تو ہم کو کامیابی نہیں ہو گی۔ تاہم ما لا یُدرک کلہٗ لا یترک کے لحاظ سے اس دلچسپ بحث کو بالکل نظر انداز بھی نہیں کرنا چاہئے۔

حلولیہ یا تناسخیہ:

شیعہ فرقہ اگرچہ اس عقیدہ کی بنا پر پیدا ہوا کہ خلافت صرف اہلِ بیت میں نصاً محدود ہے اور کوئی دوسرا شخص پیغمبر کا جانشین نہیں ہو سکتا لیکن آگے چل کر یہ عقیدہ مُختلف مظاہر میں نمایاں ہوا، غُلاۃ کا ایک فرقہ پیدا ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے آئمہ کو خدا یا مظہرِ خُدا تسلیم کرتا تھا، یہ فرقہ جن اسباب کی بنا پر پید ہوا اُس کی نسبت علامہ شہرستانی لکھتے ہیں،

غالیہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آئمہ کے حق میں غُلوّ کیا یہاں تک کہ ان کو مخلوقیت کی حد سے نکال دیا اور ان پر خدا کے احکام لگائے، ان لوگوں نے کبھی کسی امام کو خدا سے تشبیہ دی اور کبھی خدا کو مخلوق سے، ان کے یہ شُبہات حلولیہ، تناسخیہ اور یہود و نصاریٰ کے مذاہب سے پیدا ہوئے کیونکہ

یہود نے خالق کو مخلوق سے اور نصاریٰ نے مخلوق کو خالق سے تشبیہ دی، پس یہ شُبہے غُلاۃ شیعہ کے ذہنوں میں سرائت کر گئے، یہاں تک کہ اُنہوں نے بعض آئمہ پر خدا کے احکام لگائے۔

سب سے پہلے عبد اللہ بن سباء نے جو یہودی تھا اس قسم کا خیال پیدا کیا اور دوسرے یہودی یعنی عبد اللہ بن سوداء نے اس کی تائید کی،
ان دونوں کا مقصد اگرچہ جیسا کہ ابو منصور نے کتاب الفرق بین الفرق میں تصریح کی ہے یہ تھا کہ مسلمانوں میں بھی حضرت علی اور ان کی اولاد کے مُتعلق وہی مذہبی عقیدہ قائم کر دیں جو عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت قائم ہو چُکا تھا۔ لیکن آگے چل کر اس عقیدہ نے تاریخ اسلام میں متعدد پولیٹیکل پیچیدگیاں پیدا کر دیں، ابو مُسل اصفہانی اسی قوت کے بل پر بنو امیہ کے مقابلہ میں کھڑا ہوا، اور جو لوگ اس عقیدہ کے قائل تھے اُنہوں نے اس کی اعانت کی، شیبان بن سلمہ الخارجی کی نسبت کتاب الفرق بین الفرق میں لکھا ہے
و اعان ابا مسلم علی اعدآبہ فی حروبہ لو کان مع ذالک بتشبیہ اللہ سُبحانہ لخلقہ
ترجمہ: اس نے ابو مُسلم کو اس کے دشمنوں کے مقابل میں مدد دی اور اس کے ساتھ اس بات کا قائل تھا کہ خدا اپنی مخلوق کے مشابہ ہو سکتا ہے خلفائے عباسیہ جو اس عقیدہ کے سیاسی خطرات سے واقف تھے اس قسم کے لوگوں کو کبھی اُبھرنے نہیں دیتے تھے، منصور نے ابو مسلم کو اسی بنا پر قتل کرا دیا کہ وہ خود اس خُدائی طاقت کی بنا پر مُستقل سلطنت کا دعویدار ہو سکتا تھا، خراسان

میں یوسف البرم نامی اسی قسم کا ایک شخص پیدا ہوا اور بہت سے لوگوں کو اپنا متبع بنالیا تو مہدی نے فوج کے ذریعہ سے اس کو گرفتار کرایا اور پھانسی دے دی۔ اسی زمانہ میں مقنع نے نبوت کا دعویٰ کیا، بہت سے شعبدے دکھائے اور تناسخ کا مُدعی ہوا، مہدی نے اُس کا بھی استیصال کر دیا، معتصم کے زمانہ میں بابک نے اسی قسم کی قوت کا اظہار کیا اور وہ بھی قتل ہوا۔ بادشاہ کی انتہائی طاقت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کی شکل میں نظر آئے، لیکن خُلفائے عباسیہ چونکہ اس عقیدہ کی سیاسی پیچیدگیوں سے واقف تھے اس لئے جو لوگ ان کو خُدا بناتے تھے وہ ان کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ ایک بار خراسان سے بہت سے معتقدین تناسخ آئے اور منصور کے محل کے گرد گھوم گھوم کر کہنے لگے کہ "یہ ہمارے خدا کا محل ہے" منصور سخت برہم ہوا، اور چونکہ اس وقت محل میں کوئی سواری نہ تھی پیادہ پا نکلا، عام اعلان کیا گیا اور ان میں چھ سو آدمی قتل کر دئے گئے۔ اس عقیدے کے سیاسی خطرات کے پیشِ نظر رکھنے کے بعد تاریخ علم کلام کے بہت سے عُقدے خود بخود حل ہو جاتے ہیں، فرق اسلامیہ میں صرف مُعتزلہ کا گروہ ایک ایسا گروہ ہے جو خدا کو ہر حیثیت سے منزہ مانتا ہے، اس بنا پر ان کا مذہب عقیدہَ تشبیہ و حلول کے بالکل مخالف ہے چنانچہ علامہ شرستانی ملل و نحل میں لکھتے ہیں۔

و کان التشبیہ باالاصل و الوضع فی الشیعة و انما عادت الی بعض اهلی السنة بعد ترجمہ: در اصل تشبیہ کا عقیدہ شیعوں تک

ذالک و تمکن الاعتزال فیھم لمارا و ان ذالک اقرب الی المعقول وابعد من التشبیه الحلول کتاب مذکور جلد ۲ صفحه ۱۰ ، ۱۱

محدود تھا، بعض اہل سُنت میں یہ عقیدہ بعد میں پیدا ہوا، اہل سنت ہیں اعتزال کو رسوخ حاصل ہوا کہ انکے نزدیک یہ عقیدہ عقل سے قریب و حلول سے بعید تھا

اہل سُنت و الجماعت میں خُلفائے عباسیہ نے اعتزال کی جو تائید کی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ عقیدہ تشبیہ و حلول کی بُنیاد سرے سے اُکھڑ جائے، اور جو سیاسی پیچیدگیاں اس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں وہ پیدا نہ ہونے پائیں۔ مُعتزلہ نے نفی صفات کا مسئلہ جس کا حاصل یہ ہے کہ خدا کی ذات میں الگ الگ صفات نہیں پائے جاتے بلکہ اس کی ذات ہی تمام صفات کا مظہر بن جاتی ہے، اس غرض سے ایجاد کیا تھا کہ تعدد الہہ یا تعدد قدماء کی نفی کی جائے، لیکن چونکہ اس عقیدے سے مسئلہ حلول خود بخود باطل ہو جاتا تھا، اس لئے خلفائے عباسیہ نے خصوصیت کے ساتھ اس کی تائید کی، علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں لکھا ہے

و نصرھم جماعة من بنی امیّة علی قولھم بالودر و جماعة من خلفائ بنی العباس علی قولھم بنفی الصفات و خلق القرآن [کتاب مذکور صفحه ۱۳۷]

اور بنو امیہ کی ایک جماعت نے مسئلہ قدر میں اُن کی تائید کی اور خُلفائے عباسیہ کی ایک جماعت نے مسئلہ نفی صفات اور خلق قرآن کی

حمایت کی۔

خلفائے بنو امیہ نے مسئلہ تقدیر کی تائید جن [سیاسی مصالح کی بنا پر کی اس کی تفصیل آگے آئے گی، لیکن خُلفائے عباسیہ نے مسئلہ نفی صفات و خلق قران کی جو حمایت کی اس کا مقصد صرف عقیدہ تشبیہ و حلول کا قلع قمع کرنا تھا جو ان کے نزدیک سلطنت کے لئے خطرناک تھا۔

فرقہ خرمیہ:

اسلام سے پہلے نوشیرواں کے عہد میں ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جو مزدکیہ کے نام سے مشہور تھا ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر چیز مباح ہے، کوئی چیز ناجائز نہیں، تمام لوگ زر، زمین اور زن میں شریک مساوی ہیں ایک شخص نہایت آزادی کے ساتھ دوسرے کی دولت، جائداد اور بی بی سے فائدہ اٹھاسکتا ہے، روس میں بالشوزم کی بنیاد بھی اسی اصول پر قائم ہوئی ہے۔

اسلام میں بھی اسی قسم کا ایک فرقہ پیدا ہوا جو خراسان، رے، اصفہان، آذربائجان، کرخ ابی ولف، دو، درنجان، صروان، مصبرہ، ماسندان اور ان اطراف کے تمام دیہات اور قصبات میں پھیل گیا۔{مُروج الذّہب مسعودی صفحہ }۱۳۶

اس فرقہ کی دو قسمیں تھیں، بابکیہ اور مازیاریہ اور دونوں کے دونوں محمرہ کے لقب سے مشہور تھے۔ فرقہ بوبکیہ، بابک خرمی کا پیرو تھا جو آذربائیجان کے ایک کوہستانی علاقہ میں پیدا ہوا اور اس قدر مطلق العنانی اور فتنہ پردازی شروع کی کہ خُلفائے بنو عباس کو تقریباً ۲۰ برس تک اس کے مقابلہ میں مصروف کار زار رہنا پڑا، بالآخر معتصم کے عہد میں اپنے بھائی اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ گرفتار ہوا اور پھانسی پائی، مازیاریہ، مازیار کے پیرو تھے جس نے جرجان میں اس عقیدہ کا اظہار کیا، اور وہ بھی معتصم کے زمانہ میں گرفتار ہو کر مصلوب ہوا۔

تمام دُنیا کی عید دن کو ہوتی ہے لیکن فرقہ بابکیہ اپنی عید ایک مخصوص رات میں کرتا تھا جس میں مرد اور عورت دونوں جمع ہو کر شراب پیتے تھے۔، گاتے تھے اور جب زن و مرد کا کامل اجتماع و اختلاط ہو جاتا تھا تو چراغ بُجھا دیا جاتا تھا، اور جو عورت جس کے ہاتھ میں آجاتی تھی وہ اس سے تمتع ہوتا تھا۔{کتاب الفرق بین الفرق صفحہ ۲۵۳، ۲۵۴}

بظاہر یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ فرقہ خواجہ حافظ کے فلسفہ عیش و مُسرّت کی عملی تفسیر کرتا تھا جنہوں نے یہ تعلیم دی ہے۔

www.facebook.com/payamequran

رموز مملکت خویش خسروان دانند

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

لیکن اوپر جو تفصیل گذر چکی ہے اس سے معلوم ہوا ہو گا کہ اس کی حوصلہ آزمائی کے لئے فراغتے وکتابے و گوشئہ چمنے" کے علاوہ میدان کارزار کی بھی ضرورت تھی، کیا اسلام میں اسی قسم کے عیش پرست لوگ پیدا ہوتے تھے؟

حقیقت یہ کہ فرقہ بھی غُلاۃ شیعہ مین فرقہ حلولیہ یا تناسخیہ میں شامل تھا، ان لوگوں کا خیال تھا کہ جو لوگ امام سے ربط و اتصال پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ شریعت کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جاتے ہیں، یہی خیال تھا جو انکو تمام معاصی و منکرات کے ارتکاب کی جراَت دلاتا تھا چنانچہ علاوہ شہرستانی ملل و محل مین لکھتے ہیں۔

و تاول قوله تعالى ليس على الذين آمنوا و عملواالصالحات جناح فيما طعمو الاية على ان من وصل الى الامام ارتفع عنهُ الجرح فى جميع ما يطعم و وصل الى الكمال و البلاغ و عنهُ نشارت الخرمية و المزدكيةبالعراق

اور اس نے اس آیت کی "جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا ان پر کوئی گناہ نہیں،" یہ تفسیر کی کہ جو شخص امام تک پہنچ گیا اُس سے ہر اُس شخص کے متعلق جسکو وہ کہا جائے حرج اُٹھ گیا اور وہ درجہ َکمال تک پہنچ گیا، عراق میں

www.facebook.com/payamequran

خرمیہ اور مزدکیہ اسی خیال کی بنا پر پیدا ہوئے۔

استاد ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بن محمد البغدادی کتاب الفرق بین الفرق میں لکھتے ہیں؛-

فاما غلاتهم اللذين قالو ابالوهية الائمه و ابا حقا محرمات الشريعة كالبيانه اللمغيرية و الجناحِة و المنصورية و المنصورية و الخطابيه و الحلوليه و من جرا مجراهم فماهم من فرق الاسلام و ان كانو امنتبيين اليه

لیکن اُن کے وہ غُلاۃ جو آئمہ کی الوہیت کے قائل ہوئے اور محرمات شریعت کو مباح کر لیا اور فرائض شریعت کو ساقط کر دیا، بیانیہ مغیریہ ، جناحنہ ، منصوریہ ، خطابیہ حلولیہ اور ان کے مثل اور لوگ تو یہ اسلام کے فرقوں میں نہیں ہیں، اگرچہ ان کی طرف منسوب ہیں۔

اسی بنا پر جب ان مظاہر خدا میں کوئی مظہر ان کی نگاہ سے غائب ہو جاتا تھا تو ان لوگوں میں سخت اضطراب پھیل جاتا تھا۔ خراسان میں ابو مسلم کے قتل کی خبر پہنچی تو یہ لوگ سخت مضطرب ہوئے۔ اور اس اضطراب کی حالت میں کسی نے کہا" وہ جب تک عدل و انصاف کا منارہ بلند نہ کر لے، نہ مر سکتا ہے نہ مرا ہے" کسی نے اس کی موت کو تسلیم کیا اور اس کی بیٹی فاطمہ کو امام

بنایا۔{مروج الذہب صفحہ ۱۳۶} اس لحاظ سے یہ لوگ بھی سلطنت کے لئے اُسی قدر خطرناک ہو سکتے تھے جس قدر فرقہ حلولیہ یا تناسخیہ خطرناک تھا، یہی وجہ ہے کہ خُلفاء نے ان کے استیصال کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دی اور ان کے صنادید کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کیا، تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ خُلفائے عباسیہ کے زمانے میں بکثرت زنادقہ وملاحدہ پیدا ہوئے اور اُن کو خُلفاء نے قتل کرا دیا، مہی کے زمانہ کے زندیق ضرب المثل ہیں{ثمارالقلوب ثعالبی صفحہ ۱۳۸} ہادی کے زمانہ میں زنادقہ کا ایک گروہ تھا جو مسلمانوں کو طواف کی حالت میں دیکھ کر کہتا تھا کہ یہ لوگ جانوروں کی طرح کھلیان میں چکر لگا رہے ہیں۔ ہادی نے ان سب کی جُستجو کی اور ان مین ایک جماعت کو قتل کرا دیا{مُختصر الدول صفحہ ۲۲۱} ان واقعات کو پڑھ کر لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہو گا کہ ان ملاحدہ کو فلسفہ اور مذہبی آزادی نے پیدا کیا ہو گا، لیکن در حقیقت یہ لوگ یا تو فرقہ خرمیہ میں شامل تھے یا ان پر اس فرقہ کا شُبہ ہتا تھا اس لئے وہ پالیٹیکس کی زد میں آ کر تہ تیغ ہو جاتے تھے، ورنہ خُلفائے عباسیہ نے فلسفہ اور فلسفہ کے نتائج کو کبھی صدمہ نہیں پہنچایا۔

فرقہ باطنیہ:

جس طرح شراب پینے سے رگوں میں نہایت سرعت کے ساتھ خون دوڑنے لگتا ہے۔ اسی طرح یہ فرقہ تمام دُنیائے اسلام میں اُس سُرعت کے ساتھ پھیلا کہ اسلام کے قالب میں مشرق سے لیکر مغرب تک دفعتہً یہ زہر سرایت کر گیا، سب سے پہلے اس مذہب کو ایک جماعت نے قائم کیا جن میں محمد بن حسین بذبذان، اور میمون بن دیصان خاص طور پر مشہور ہیں، یہ دونوں عراق کے جیل خانہ میں قید تھے اور اسی میں اس مذہب کی بنیاڈالی، اور قید خانہ سے نکل کر بذبذان نے اس مذہب کی دعوت کا آغاز کیا، مورخین کے بیان کے مطابق اس دعوت کا ظہور مامون کے عہد میں ہوا اور معتصم کے زمانہ میں وہ عام طور پر پھیلی، یہاں تک کہ خود آفشین جو معتصم کی فوج کا سپہ سالار تھا، اس مذہب میں داخل ہوا اور بابک خرمی کے اتباع بھی اس میں شامل ہو کر باہم مدغم ہو گئے، یہ یاد رہے کہ خلافت عباسیہ میں عجمیت کو جو رسوخ حاصل ہوا تھا اس کا یہی عہد شباب تھا، فرقہ باطنیہ کا جادو خصوصیت کے ساتھ جن لوگوں پر چلا وہ حسب ذیل ہیں۔

[۱] عوام، ان پڑھ، اور جاہل لوگ مثلاً نبطی، کردی اور مجوس کی اولاد،

[۲] فرقہ شعوبیہ جو عجم کو عرب پر ترجیح دیتا تھا اور یہ تمنا رکھتا تھا کہ سلطنت پھر عجمیوں کو واپس مل جائے۔

[۳] بنو ربیعہ جن کا دل قبیلہء مضر پر اسلئے جلتا تھا کہ پیغمبر اسلام کا ظہور انہی میں سے ہوا ان ہی رشک وحسد کی بنا پر جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو بنو حنیفہ اس پر ایمان لائے، تا کہ جس طرح قبیلہ مضر میں ایک پیغمبر پیدا ہوا اسی طرح بنو ربیعہ میں بھی ایک پیغمبر پیدا ہو جائے۔

فرقہ باطنیہ کے متعلق مورخین کا سخت اختلاف ہے، علامہ ابن صاعد اندلسی کی تصریح کے مطابق وہ قدیم فلسفہ سے متاثر نظر آتا ہے، چنانچہ انھوں نے طبقات الامم میں جہاں بند قلیس کا تذکرہ کیا ہے وہاں لکھتے ہیں

لطائفة من باطنيه تنتيهى الى حكمت و تزعم ان لهو رموزا فلما يوقف عليها و كانا محمدبن عبدالله بن مرة الجيلى الباطنى من اهل قرطبة كلفا بفلسفة دوباعلىٰ دراستها

باطنیہ کے ایک گروہ کا سلسلہ اسی کی حکمت تک مُنتہی ہوتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس کے چند رموز ہیں جن سے بہت کم واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ محمد بن عبداللہ بن مرہ الجبلی الباطنی جو قرطبہ کا رہنے والا تھا اس کے فلسفہ کا دلدادہ تھا اور ہمیشہ اس کا درس دیا کرتا تھا۔

یہ لوگ چونکہ قرآن، زبور، تورات اور انجیل وغیرہ میں شکوک پیدا کرتے تھے اور حشر و نشر و ملائکہ وغیرہ کے منکر تھے، اسلئے بعض متکلمین کا خیال ہے کہ وہ دہریت کے قائل تھے، چنانچہ استاد ابو منصور بغدادی کتاب الفرق بین الفرق میں لکھتے ہیں

و فی ھذٰ الذی ذکر نادلالة علی ان غرض الباطنية القول بمذاهب الدهرية و استباحة المحرمات و ترک العبادات

یہ تمام باتیں جو ہم نے بیان کیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ باطنیہ کا مقصد دہریت اور محرمات شرعیہ کی اباحت اور عبادات کا چھوڑنا تھا

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ صابی المذہب تھے کیونکہ حمدان وتبط جو میمون بن یصان کے بعد اس مذہب کا داعی ہوا، حران کا صابی تھا، اور حران کے صابی اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور یہی حال باطنیوں کا بھی ہے۔

فرقہ باطنیہ نے بھی فرقہ خرمیہ کی طرح احکام شریعت کے متعلق العنانی کی اختیار کی تھی، اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ فرقہ خرمیہ سے الگ نہیں ہے، مسعودی نے مروج الذہب میں لکھاہے کہ فرقہ خرمیہ کو خراسان میں باطنیہ ہی کہا جاتا ہے، لیکن در حقیقت اس کی تولید کا اصلی سبب یہ ہے کہ جو قدیم قومیں کسی جدید مذہب میں داخل ہو جاتی ہیں ان کے دلوں میں مدتوں ان کے مذہب ان کی سلطنت اور ان کے تمدن کی یاد تازہ رہتی ہے، اور ہر ممکن طریقہ

www.facebook.com/payamequran

سے اپنے مذہبی احکام و روایات کو اس جدید مذہب میں شامل کرنا چاہتے ہیں، شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں

اور مذہبی تحریف کے اسباب میں ایک سبب ایک مذہب کا دوسرے مذہب کے ساتھ اس قدیم مذہب اس طرح مدغم ہو جاتا ہے کہ دونوں باہم متمائز نہ ہوں، یہ اس وجہ سے کہ جب ایک انسان کسی مذہب کا پابند ہوتا ہے اور اُسکے دل میں اس طبقہ کے علوم متمکن ہو جاتے ہیں پھر وہ مذہب اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے دل کا میلان اس قدیم مذہب اور قدیم علوم کی طرف رہتا ہے، اس لئے اس کے لئے اس مذہب میں کوئی وجہ چاہے وہ ضعیف ہو یا موضوع تلاش کرتا ہے اور بسا اوقات موضوع روایت اور وضع کو بھی اس کے لئے جائز رکھتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ بنو اسرائیل کا مذہب ہمیشہ معتدل حالت میں قائم رہا، یہاں تک کہ ان میں لونڈی زادے پیدا ہوئے اور انھوں نے اپنی رائے سے باتیں پیدا کیں اس لئے خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا، اسی بنیاد پر ہے۔ ہمارے مذہب میں بنو اسرائیل کے علوم، خطبائے جاہلیت کی تذکیر، یونان کی حکمت اور بابلیوں کی دعوت اور پاسریوں کی تاریخ، اور نجوم رمل اور کلام اسی بنا پر داخل ہوا [حجۃ اللہ البالغہ جلد ا صفحہ ۹۶]

فرقہ باطنیہ کی تولید کا اصلی سبب اوپر سلسلہ کلام اس حد تک پہنچ کر منقطع ہو گیا تھا کہ جب کوئی جدید قوم، کسی جدید مذہب کو قبول کرتی ہے، تو الف: عادت کی بنا پر مُدتوں اُس کو اپنے قدیم عقائد، اپنے قدیم اعمال، اپنے قدیم علوم و فنون، غرض اپنی پوری گزشتہ تاریخ یاد رہتی ہے، اور وہ اس جدید مذہب کو کھینچ تان کر اپنے قدیم مذہب کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔

ایرانی قوم دنیا میں سب سے بڑے تمدن سب سے بڑے مذہب اور سب سے بڑی سلطنت کی مالک تھی، اس لئے جب وہ تباہ و برباد ہو کر اسلام میں داخل ہوئی تو اس کو یہ خواب ہمہ وقت نظر آنے لگا، لیکن اُسکے لئے صرف یہی کافی نہ تھا کہ مذہب اسلام میں اپنے قدیم مذہب کی چند باتیں شامل کر کے اپنی تسکین خاطر کا سامان کر لے بلکہ اُس نے سے سے اسلام کے نظام کو اُلٹنا اور از سر نو مجوسی مذہب کو زندہ کرنا چاہا، چنانچہ اُس نے اس کے لئے مامون اور معتصم کے زمانہ کو جو عجمیت فلسفہ اور عقل کی گرم بازاری کا زمانہ تھا، نہایت موزوں پایا اور علانیہ کُھل کھیلے، چنانچہ استاد ابو منصور بغدادی نے کتاب الفرق بین الفرق میں متعدد مواقع پر اسکی تصریح کی ہے،

"اس فرقہ نے مُختلف طریقوں سے احکام شریعت کی ایسی تاویلیں کیں جسکا نتیجہ رفع شریعت ہو۔ یا وہ احکام مجوس کے مشابہ ہو جائے [ص ۲۷۰]

www.facebook.com/payamequran

اصحاب تاریخ نے بیان کیا ہے کہ جن لوگوں نے مذہب باطنیہ کی بنیاد رکھی وہ مجوس کی اولاد سے تھے اور اپنے اسلاف کے مذہب کی طرف مائل تھے، لیکن مسلمانوں کی تلوار کے خوف سے اس کے اظہار کی جرات نہیں کر سکتے تھے، اس لئے اُنہوں نے ایک ایسی بنیاد قائم کی کہ جو اس کو قبول کر لیتا تھا وہ باطنی طور پر مجوسیت کی طرف مائل ہو جاتا تھا۔[ص۲۶۹]

مُتکلمین کا اختلاف ہے کہ فرقہ باطنیہ نے اپنی بدعات کی جو دعوت دی اس سے اُنکا مقصد کیا تھا؟ تو اکثر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ان تاویلات سے جو وہ کتاب و سنت کی کرتے تھے، ان کا مقصد دین مجوس کی دعوت دینا تھا[ص۲۷۷]

مخفی دعوت کے علاوہ انھوں نے نہایت خداعانہ طریقوں سے اسلام میں مجوسیت کی آمیزش کی، مجوسی آتش پرستی کرتے ہیں، اس لئے انھوں نے چاہا کہ اس شرارے کا جلوہ مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی نظر آئے، اس غرض سے اُنھوں نے د مسلمانوں کو ترغیب دی کہ مساجد میں انگیٹھیاں رکھی جائیں اور ان میں عود وغیرہ سُلگایا جائے، اسی غرض سے برامکہ نے ہارون رشید کو ترغیب دی تھی کہ کعبہ میں بھی اس قسم کی انگیٹھیاں رکھی جائیں لیکن اس نے دور اندیشی سے معلوم کر لیا کہ اس سے در پردہ آگ کی پرستش کرانا اور خانہ کعبہ کو آتش کدہ بنانا مقصود ہے، چنانچہ جن اسباب کی بنا پر ہارون رشید نے اس خاندان کو تباہ کیا، اُن میں سے ایک سبب یہ بھی تھا

لیکن اس مذہبی طاقت کے زندہ کرنے سے یا باطنیہ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ایرانیوں کی مُلکی طاقت دوبارہ زندہ ہو جائے، چنانچہ استاذ ابو منصور بغدادی لکھتے ہیں

انا لا نجد علی ظھر الارض مجوسیا الاو ھو موادلھم منتظر لظھورھم علی الدیار یظنون ان الملک یعود الیحم بذالک[الف}

ہم زمین پر کسی ایسے مجوسی کو نہیں پاتے جو ملک پر مجوسیوں کا غلبہ نہ ہو، وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سلطنت اسی طریقہ سے ان کو واپس ملے گی۔

یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے متعدد بار خلفاء و سلاطین پر قاتلانہ حملے کئے اور اسلام کی فوجی طاقت کو ان کی مقاومت و استیصال میں حصہ لینا پڑا۔

مُعتزلہ:

مُعتزلہ [1] کے اصولی عقائد میں دو عقیدے نہایت اہم ہیں

1: معتزلہ کے مُختلف فرقے اگرچہ مُختلف نام سے موسوم ہیں لیکن ہم نے سب کو معتزلہ ہی کے لقب سے یاد کیا ہے

[۱] قدر، یعنی یہ کہ بندہ اپنے تمام افعال کا خالق اور ذمہ دار ہے، خدا حکیم ہے، عادل ہے، اس لئے اس کی طرف شر و ظلم کا انتساب نہیں کیا جا سکتا، معتزلہ کو اصحاب عدل اسی اصول کی بنا پر کہتے ہیں۔

[۲] نفی صفات باری یعنی یہ کہ خدا قدیم ہے، اور قدم اسکے مخصوص اوصاف میں ہے، جو دوسرے میں نہیں پایا جا سکتا اس بنا پر وہ خدا کے تمام صفات قدیمہ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بذات خود عالم ہے، قادر ہے، زندہ ہے، اور علم، قدرت اور حیات کا جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہوں محتاج نہیں، کیونکہ اگر یہ اوصاف قدیمہ پائے جائیں تو قدم میں خدا کے شریک ہوں گے اور اس سے تعدد قدما یا تعدد آلہ لازم آئے گا اسی اصول کی بنا پر معتزلہ کو اہل توحید کہتے ہیں۔

ان عقائد میں پہلے عقیدہ کی ابتداء پالیٹیکس سے ہوئی، بنو امیہ کے زمانہ میں چونکہ سفاکی کا بازار گرم رہتا تھا اس لئے طبیعتوں میں شورش پیدا ہوئی، لیکن جب شکایت کا لفظ کسی کی زبان پر آتا تھا تو طرفداران حکومت اس کو یہ کہہ کر چُپ کر دیتے تھے، کہ جو کُچھ ہوتا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے، ہم کو اس میں چون و چرا نہیں کرنا چاہیے [آمنا بالقدر خیرہٗ و شرّہٗ] لیکن جو لوگ آزاد، دلیر، اور راست گو تھے وہ خاموش نہ رہ سکے، چنانچہ معبد جہنی نے جس نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا اور امام حسن بصری کے حلقہ درس میں شریک ہوا کرتا تھا، ایک دن اُن سے عرض کی کہ بنو

اُمیّیہ کی طرف سے قضاوقدر کا جو عُذر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ کہاں تک صحیح ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ "یہ خدا کے دشمن جھوٹے ہیں" وہ پہلے سے بنو امیہ کے جور و ظُلم پر طیش سے بھرا ہوا تھا، اب علانیہ بغاوت کی اور جان سے مارا گیا، اس کے بعد غیلان دمشقی نے اس خیال کو ترقی دی اور ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں بغاوت انگیزی کے جُرم میں جان سے مارا گیا۔ اسی زمانہ میں جہم بن صفوان پیدا ہوا اور وہ بھی امر بالمعروف کے جُرم میں قتل ہوا۔ [تاریخ مصر از مقریزی جلد ۲ صفحہ ۳۵۶]

معید اور غیلان کے بعد اس اصول کو سب سے زیادہ واصل بن عطاء نے مُستحکم کیا، چنانچہ علامہ شہرستانی ملل و نحل میں لکھتے ہیں

وقرر واصل ابن عطاء هذه القاعدة اكثر ما كانا يقرر قاعدة الصفات[۳] ملل و نحل صفحہ ۵۸

اور واصل ابن عطاء نے اس قائدہ کو قائدہ صفات سے زیادہ ثابت کیا ہے۔

احادیث میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ خیر و شر جو کُچھ ہے خدا کی طرف سے ہے، واصل نہ اُسکے یہ معنی لئے کہ مرض، شفا، موت، حیات، اور رنج و غم وغیرہ خدا کی طرف سے ہیں یہ نہیں کہ

بندے جور و ظُلم، فِسق وفجور، نیکی، بدی، جو کُچھ کرتے ہیں، وہ سب خُدا کی طرف سے ہے، علامہ شہرستانی نے لکھا ہے ً میں نے اک خط دیکھا ہے جو حسن بصری کی طرف منسوب ہے، اور عبد الملک بن مروان کے نام لکھا گیا ہے، اس میں قران مجید کی آیات، اور عقلی دلائل سے اس اصول کو ثابت کیا گیا ہے، لیکن غالباً یہ خط واصل کا لکھا ہوا ہو گا کہ حسن بصری سلف کے اس مذہب کی کہ خیر و شر خدا کی طرف سے ہے کیونکر مخالفت کر سکتے تھے[ملل و نحل ص ٦٨] ً لیکن ہم نے اوپر حسن بصری کا جو قول نقل کیا ہے، اس سے علامہ شہرستانی کے اس حُسن ظن کی غلطی ثابت ہوتی ہے بلکہ ظن غالب تو یہ ہے کہ واصل نے اس مسئلہ کو حسن بصری ہی کے حلقۂ درس میں سیکھا ہو گا بہر حال اس مسئلہ بلکہ اس فرقہ کی ابتدائی پالیٹیکس سے ہوئی تھی اور اس نے آگے چل کر پولیٹیکل نتائج بھی پیدا کئے، چنانچہ خود خاندان بنو امیہ میں یزید ابن الولید نے یہ مذہب اختیار کر لیا۔

اور جب ولید تخت نشین ہوا، اور تخت نشینی کے بعد علانیہ میخواری اور عیاشی شروع تو یہ رنگ دیکھ کر یزید نے امر بالمعروف کے دعویٰ سے علم بغاوت بلند کیا اور ہزاروں مُتزلہ اس کے ساتھ ہو گئے[مروج الذہب مسعودی بحوالہ علم الکلام] غالباً ولید نے اسی مصلحت سے یہ مذہب اختیار کیا ہو گا۔

دوسرا اصول واصل کے زمانہ تک بالکل صاف وسادہ تھا، وہ صرف یہ کہتا تھا کہ دو خدا کا وجود محال ہے اور جو لوگ صفات قدیمہ کا اثبات کرتے ہیں وہ تعدد خدا کا اثبات کرتے ہیں لیکن بعد میں اس مسئلہ کو اس کے اصحاب نے فلسفہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ترقی دی[ملل و نحل ص ۵۸] علامہ ابن صاعد اندلسی نے طبقات الامم میں لکھا ہے کہ حکماء میں سب سے پہلے بند قلیس نے صفات الہیٰ کا انکار کیا اور ابو الہذیل غلاف نے اسی مذہب کی تقلید کی۔[ایضاً ص ۱۲۲]

اگرچہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس مسئلہ کے پیدا ہونے کا اصلی محرک کیا تھا؟ تاہم خُلفائے بنو عباسیہ نے اس سے پولیٹیکل فوائد حاصل کئے، اسلام میں سب سے پہلے ایک یہودی الاصل شخص نے جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا یہ دعویٰ کیا کہ حضرت علی خدا ہیں اور اسی سے غُلاۃ کے تمام فرقے پیدا ہوئے[ملل و نحل ص ۱۱] اس غلو نے ترقی کر کے حلول کا عقیدہ قائم کیا اور اس عقیدہ کی بنا پر سینکڑوں مُدعیان الوہیت پیدا ہو گئے، جو اپنے آپ کو امام کہتے تھے، اور عرش نشینی کے ساتھ تخت نشینی کی بھی خواہش رکھتے تھے قائلین حلول کے متعدد فرقے تھے، لیکن سب کا مقصد توحید کے عقیدہ کا باطل کرنا تھا[کتاب الفرق بین الفرق] اس بناء پر یہ مسئلہ امامت و توحید دونوں حیثیتوں سے نہایت اہم مذہبی سیاسی نتائج پیدا کرتا تھا۔ لیکن اگر سرے سے صفات الہیٰ کا انکار کر دیا جائے تو عقیدہ دفعتاً مُتزلزل ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں ذات الہیٰ

ایک بے چون وچرا ہستی رہ جاتی ہے اور اس میں کوئی وصف ایسا نہیں پایا جاتا جو دوسرے کی ذات میں حلول کرے، غالباً توحید کے اثبات اور آئمہ کی الوہیت کے ابطال کے لئے مُعتزلہ نے اس مسئلہ کو ایجاد کیا ہو گا۔

بہر حال اس کی ایجاد کا سبب جو کُچھ بھی ہو لیکن دنیا کی تمام بڑی طاقتوں نے اس مسئلہ کا خیر مقدم کیا، فلسفہ نے اس کی تائید کی اور خُلفائے بنو عباسیہ اس بنا پر کہ اس سے مُدعیان امامت کا دعویٰ الوہیت باطل ہوتا ہے اس کی حمایت کے لئے کھڑے ہو گئے۔[ملل و نحل شہرستانی جلد ا صفحہ ۳۷۰]

اہل سُنت والجماعت نے بھی اعتزال کو اس بنا پر قبول کر لیا کہ

ان ذالک اقرب الی المعقول و ابعد من التشبیہ و الحلول [ایضاً جلد ۲ ص ۱۱]

یہ مذہب عقل سے قریب اور تشبیہ و حلول سے بعید تھا

لیکن ان مسائل کے علاوہ عام طور پر مُعتزلہ کے خیالات فلسفہ سے متاثر ہیں چنانچہ عمالہ شہرسانی نے متعدد مسائل کے مُتعلق تصریح کر دی ہے کہ وہ فلسفہ سے ماخوذ ہیں نظام جو معتزلہ میں

نہایت ممتاز شخص گُزرا ہے اس کے عقائد و مسائل فلسفہ کے علاوہ دوسرے مذاہب سے بھی ماخوذ ہیں، چنانچہ استاذ ابو امنصور بغدادی کتاب الفرق بین الفرق میں لکھتے ہیں؛

نظام نے اپنے زمانہ شباب میں ایک مجوسی قوم کی صحبت اُٹھائی تھی اور ایک سمینہ قوم سے میل جول پیدا کیا تھا، جو تکا فوادلہ کے قائل ہیں، بڑھاپے میں ملاحدہ فلاسفہ کی ایک جماعت سے ارتباط پیدا کیا اور اسکے بعد ہشام بن حکم رافضی سے تعلقات پیدا کئے اور اس سے اور ملاحدہ فلاسفہ سے ابطال جزالذی لا یتجزی کا مسئلہ لیا، پھر اس پر مسئلہ طفرہ کی بنیاد ڈالی، جس کی طرف اس سے پہلے کسی کا وہم و گمان بھی نہیں گیا تھا، اس نے مجوسیوں سے یہ مسئلہ لیا کہ عدل کا کرنیوالا ظلم اور جھوٹ پر قادر ہی نہیں ہو سکتا اور اس نے ہشام سے یہ مسئلہ بھی لیا کہ رنگ، لذت، بو ادر آواز اجسام ہیں، اور اس بدعت پر مسئلہ تداخل اجسام کی بنیاد ڈالی، اور مجوسیوں کے مذہب، فلاسفہ اور ملاحدہ کے شُبہات کو اسلام میں داخل کیا اور ابطال نبوات کے مُتعلق اُسے براہمہ کا مذہب پسند آیا لیکن اس قول کے اظہار کی جُرات تلوار کے ڈر سے نہ کر سکا، اس لئے قران مجید کے عبارت کے معجزہ ہونے کا انکار کیا، اور شق قمر، کنکریوں کی تسبیح، اور رسول اللہ ﷺ کے انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے کے معجزات کا انکار کیا تاکہ اُسکو آپکی نبوت سے انکار کرنے کا ذریعہ بنائے۔

خوارج:

اس کے نسبت تو کُچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں، تمام دنیا جانتی ہے کہ یہ فرقہ پولیٹیکل اسباب سے پیدا ہوا اور اس نے عمر بھر پولیٹیکل کام کئے۔

ان فرقوں کے علاوہ اور بھی متعدد فرقے تھے جو نہائت معمولی اسباب کی بنا پر پیدا ہوئے مثلاً فرقہ شعیبیہ کے زعیم شعیب پر میمون خارجی کا قرض آتا تھا، اس نے تقاضا کیا تو شعیب نے کہا "اگر خُدا نے چاہا تو میں تُمہیں دوں گا" میمون بولا کہ خدا تو ابھی چاہتا ہے" شعیب نے کہا "اگر خدا چاہتا تو مجھے مجبوراً دینا ہی پڑتا" میمون نے کہا کہ خدا نے تُم کو اس کا حکم دیا ہے، اور خدا جس چیز کا حکم دیتا ہے اُس کو چاہتا ہے، اور جس چیز کو نہیں چاہتا اس کا حکم ہی نہیں دیتا۔

اب مشیت الہیٰ کے مُتعلق عجاردہ کے دو فرقے ہو گئے ایک نے میمون کی دوسرے نے شعیب کی تقلید کی اور اس طرح شُعیبیہ ایک مُستقل فرقہ پیدا ہو گیا[کتاب الفرق بین الفرق صفحہ ۷۴] فرقہ ثُعالبیہ بھی اسی طرح پیدا ہوا پہلے عبدالکریم بن عجرو فرقہ عجاردہ کا امام تھا لیکن ایک بار کسی نے ثعلبہ بن مشکان کی لڑکی سے منگنی کی تو اس نے کہا کہ اس کا مہر بتاؤ؟ اب اس شخص نے لڑکی

کی ماں کے پاس آدمی بھیجا اور پوچھا کہ وہ بالغ ہے یا نہیں، اگر بالغ ہے اور عجاردہ کی شرط کے مطابق اسلام کی قائل ہے تو اسے اس بات کی پرواہ نہ ہو گی کہ اس کی عمر کیا ہے؟ لڑکی کی ماں نے کہا کہ وہ بالغ ہو یا نہ ہو وہ ماں باپ کی ولایت میں مسلمان ہے، عبدالکریم اور ثعلبہ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو عبدالکریم نے کہا کہ قبل بلوغ کے ہم لڑکوں کے ذمہ دار نہیں ہیں، لیکن ثُعلبہ نے کہا کہ جب تک وہ علانیہ حق کا انکار نہ کریں ہم چھوٹے ہونے اور بڑے ہونے دونوں حالتوں میں اُنکے ولی ہیں، جب دونوں میں یہ اختلاف ہوا تو ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا اور ہر ایک کے پیرو بھی الگ الگ ہو گئے[کتاب مذکور صفحہ ۹۰]

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، لونڈی زادوں ااور غیر مذہب کے لوگوں نے اسلام میں بہت سی بدعات پیدا کیں اور مُستقل فرقوں کے بانی ہوئے، فرقہ عُمریہ کے مُتعلق علاہ ابو منصور البغدادی لکھتے ہیں

هولاء اتباع عمر بن عبيد بن باب مولے بنی تميم و كان جده من سب كابل و ما ظهرت البدع و الضلالات فی الاديان الا من ابناء السبايا كما و رد فی الخبر{كتاب الفرق بين الفرق صفحه ١٠١]]

یہ لوگ عمرو بن عبید بن بان مولیٰ بنی تمیم کے پیرو ہیں جس کا دادا کابل کا گرفتار شدہ غلام تھا اور مذاہب میں بدعتیں اور گمراہیاں صرف لونڈی زادوں کی وجہ سے پیدا ہوئیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے

www.facebook.com/payamequran

فرقہ ھذیلیہ کی نسبت لکھتے ہیں

ھولاء اتباع ابی ھذیل محمد بن ھذیل المعروف باعلاف کان مولیٰ لعبد القیس و قد جری علی منحاج ابناء السیابا لظھور اکثر البدع منھُم[کتاب مذکور صفحه ۱۰۲]

یہ لوگ ابو الہذیل محمد بن ہذیل علاف کے پیرو ہیں جو عبد القیس کا غلام تھا اور لونڈی زادوں کے طریقہ پر چلا کیونکہ بدعات کا ظہور اکثر انہیں سے ہوتا ہے

فرقہ ثمامیہ کا بانی ثمامہ بن اشرس نمیری تھا جو ان کا غلام تھا، اس کا عقیدہ تھا کہ جو شخص جان بوجھ کر خدا کی نافرمانی کرے وہ گُنہگار ہے، اس عقیدہ کی بنا پر وہ جنگ میں قیدیوں کے گرفتار کرنے کو ناجائز قرار دیتا تھا اور کہتا تھا کہ قیدیوں نے جان بوجھ کر خدا کی نافرمانی نہیں کی ہے، اس عقیدہ کو کہ کر استاذ ابو منصور لکھتے ہیں "**فیدعه ثمامه علی ھٰذالتقدیر لائق بنسبه**" کتاب مذکور صفحہ ۲۰ ثمامہ کی یہ بدعت اس کے نسب کے لائق ہے

بہر حال عرب سے نکل کر اسلام مُختلف عقائد، مُختلف مذاہب، مُختلف اغراض، مختلف علوم اور مُختلف اقوام کے درمیان گھر گیا تھا اور سب نے اس پر کچھ نہ کچھ اثر ڈالا، اسی پیش بینی کی بنا پر

شارع علیہ السلام نے کہا تھا کہ میری امت بہتّر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی اور اسباب و واقعات نے یہ پیشین گوئی پوری کر دی۔

